علوم دنیوی کے بحر میں غوطے لگانے سے
زباں گو صاف ہو جاتی ہے، دل طاہر نہیں ہوتا

تحقیق تعلیم انگریزی

مع

اضافات جدیدہ

افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

ترتیب

عطاء الرحمٰن قاسمی
استاذ دار العلوم جامع مسجد میرٹھ شہر

تصدیق

مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی صاحب عمت فیوضھم
مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور
ومفتی شہر آگرہ

ناشر

مجمع الفقہ الحنفی
۹/۶۵۴، دار الافتاء محلہ مفتی سہارنپور

تفصیلات

نام کتاب: تحقیق تعلیم انگریزی

افادات: حکیم الامت مجدد الملت محی السنۃ الظاہرۃ والباطنۃ

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

.... حضرت مولانا عبد الباری صاحب ندوی رحمہ اللہ

سابق استاذ فلسفہ و دینیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد

ترتیب: عطاء الرحمٰن قاسمی (سابق مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور)

استاذ دار العلوم شاہی جامع مسجد میرٹھ شہر

زیر نگرانی: رئیس اشراف فقیہ احناف نمونۂ اسلاف ناشر علومِ حکیم الامت

حضرت مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی صاحب

صدر مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور و مفتی شہر آگرہ

صفحات: ۲۴

سنہ طباعت: ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء

ناشر

مجمع الفقہ الحنفی

۹/۶۵۴، دار الافتاء محلہ مفتی سہارنپور

حمد وثنا

ترجمانِ حق حضرت مولانا مفتی عبد القدوس رومی رحمۃ اللہ علیہ

کرتے ہیں ابتدا ہم اللہ کا نام لے کر
جو مہرباں بہت ہے رحمت میں سب سے بڑھ کر

حمد و ثنا ہو اس کی اللہ نام جس کا
جو پالتا ہے سب کو ہے فیض عام جس کا

جو ہے رحیم ورحماں جو مہرباں ہے سب پر
کوئی نہیں جہاں میں رحمت سے اس کی باہر

روزِ جزا کا مالک مختار یوم محشر
جس کے سوا نہ ہوگا محشر میں کوئی داور

تیرے ہی ہم ہیں بندے تیرا ہی دم بھریں گے
تیری ہی بندگی میں ہردم لگے رہیں گے

چاہیں گے بس تجھی سے امداد اے خدا ہم
تجھ سے کریں گے دکھ میں فریاد اے خدا ہم

یہ التجا ہماری مولیٰ قبول کر لے
ہم چلا وہ رستہ جس پر چلے ہیں اچھے

انعام وفضل تیرا ہوتا رہا ہے جن پر
یعنی شہید وصالح صدیق اور پیمبر

بس سیدھے راستے پر ہم کو لگائے رکھنا
جن پر ہے تیرا غصہ ان سے بچائے رکھنا

اس راستے سے بچنا ہم لوگ چاہتے ہیں
گمراہ لوگ سارے جس راستے چلے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله سیدنامحمد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین. امابعد.

ہمارے زمانہ میں انگریزی تعلیم کی جواز وناجواز کی نسبت اکثر گفتگو ہوتی ہے چونکہ اکثر جانبین کے دلائل ناکافی ہوتے ہیں اس لئے بجائے قول فیصل نکلنے کے روزمرہ اختلاف ہی بڑھتا جاتا ہے اور کوئی قول محقق نہیں ہوتا۔ نظر بریں مناسب معلوم ہوا کہ اس میں قول فیصل اپنی رائے کے موافق عرض کیا جائے۔ امید ہے کہ منصف کے لئے کافی شافی ہوگا اور متعصب کیلئے تو کوئی تقریر کوئی تحریر کبھی کافی نہیں ہوئی اور نہ ہونے کی امید۔

اب قبل شروع مقصود چند مقدمات بطور قواعد کلیہ کے تمہیداً عرض کئے جاتے ہیں کہ تفہیم مقصود میں آسانی ہو۔ **وعليه التوكل وبه نستعين.**

مقدمۂ اولیٰ: کسی شے کا قبیح ہونا دوطور پر ہوتا ہے۔ ایک قباحت لعینہ۔ دوسری قباحت لغیرہ۔

قباحت لعینہٖ کے یہ معنی کہ اس شے کی ذات میں قباحت اور برائی ہو کسی عارض اور خارج کی وجہ سے قباحت نہ آئی ہو۔ اس کی ذات میں قباحت ہونے کا یہ اثر ہوگا کہ وہ شے کبھی کسی طرح مباح نہ ہو سکے گی۔ جس طرح زنا، سرقہ کہ ان کی ذات میں قباحت ہے، کسی عارضی چیز کی وجہ سے قباحت نہیں آئی، اس لئے یہ کبھی

کسی طرح محل اباحت نہیں ہوسکتے۔

قباحت لغیرہ کے یہ معنیٰ کہ وہ شے اپنے نفس اور ذات کے اعتبار سے تو قبیح نہیں ہے مگر اس میں کچھ خارجی عوارض ایسے لاحق ہوگئے ہیں جس سے وہ شے قابل اجازت نہ رہی جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید وفروخت کرنا۔ یہاں بیع کے اندر فی نفسہٖ کچھ خرابی نہیں بلکہ اس میں بعض عوارض ایسے لاحق ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے یہ بیع ناجائز ہوگئی، وہ عارض یہ ہے کہ اذان سنتے ہی جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہونا واجب ہے۔ لقولہ تعالیٰ: فاسعوا الیٰ ذکر اللّٰہ. یعنی خدا کے ذکر کی طرف چلو اور اذان جمعہ کے بعد اگر خرید وفروخت کی جاوے گی تو حاضری جمعہ میں تاخیر ہوگی۔ پس یہاں بیع میں قباحت اس عارض کی وجہ سے لاحق ہوگئی اور بیع قبیح وممنوع ٹھہری ورنہ خود بیع میں کچھ خرابی نہ تھی۔

مقدمۂ ثانیہ : جو امر مفاسد کا ذریعہ بنے اگرچہ وہ امر مباح ہو لیکن بسبب ذریعہ مفاسد بننے کے حرام ہو جاتا ہے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ غدر کرنے والوں کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے اگرچہ یہ بیع خود فعل مباح تھا لیکن چونکہ مفاسد کا ذریعہ بنا اور اس سے ایک فساد لازم آگیا، اس لئے اب حرام ہوگیا۔

مقدمۂ ثالثہ : دین صرف چند اعمال ظاہری مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی کا نام نہیں بلکہ سب سے بڑھ کر جزء عقائد کا ہے جس پر دارومدار نجات کا ہے کہ بغیر اس کے نجات غیر ممکن ہے۔ ایک جزء اس کا اخلاق حمیدہ ہیں کہ حسب تصریح محققین وہ بھی مثل نماز، روزہ کے فرض ہیں، وہ اخلاق یہ ہیں صبر وشکر واخلاص وتواضع

وسخاوت وغیرہ۔ پس اگر کوئی صرف ان چند اعمال ظاہری کو برتتے اور نہ اس کے عقائد ٹھیک ہوں اور نہ اخلاق درست ہوں وہ ہرگز پورا مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔

مقدمہٴ رابعہ : جس دنیا کی مذمت قرآن مجید واحادیث صحیحہ میں موجود ہے اس کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک حب مال۔ دوسرے حب جاہ۔ یعنی مال اور شان کا ایسا محبوب ہونا کہ اس کے مقابلہ میں دین کے ضائع ہوجانے کا صدمہ نہ ہو۔ یعنی اگر کسی فعل یا قول سے دین میں کمال ہوتا ہو لیکن مال وجاہ کو نقصان پہنچتا ہو یا مال وجاہ کی ترقی ہو لیکن دین کا تنزل ہوتا ہو تو وہاں مال وجاہ کو ترجیح دے اور دین کی کچھ پرواہ نہ کرے، جن لوگوں نے قرآن وحدیث کو نظر ایمانی سے دیکھا ہے ان کے نزدیک یہ مقدمہ اجلٰی بدیہیات سے ہے۔

مقدمہٴ خامسہ : شریعت کے احکام کا دارومدار حقیقت پر ہے نہ نام پر۔ بس اگر کسی شے کا نام بدل دیا جائے تو جب تک اس کی حقیقت نہ بدلے گی حکم نہ بدلے گا۔ مثلاً اگر کوئی شراب کو شربت یا زنا کو نکاح کہا کرے تو اس کا حکم نہ بدلے گا اور دونوں کا حکم یعنی حرمت باقی رہے گی۔

مقدمہٴ سادسہ : کسی شے پر حکم لگانا باعتبار غالب اور اکثر کے ہے ایک آدھ فرد کا اس سے نکل جانا اس حکم کے مخالف نہ کہلائے گا مثلاً: ایک مقدار خاص سنکھیا کی اکثر اوقات واکثر اشخاص کے اعتبار سے مہلک ہو سو فرضاً اگر کسی خاص وقت یا کسی خاص شخص کے اعتبار سے نوبت بہ ہلاک نہ پہنچائے تب بھی اس مقدار پر اطباء مہلک ہی ہونے کا حکم لگاویں گے۔ اور اس شاذ ونادر صورت کو کالمعدوم وناقابل

اعتبار سمجھیں گے۔ چنانچہ اسی مقام سے للاکثر حکم الکل اور النادر کالمعدوم مثل مشہور ہوگئی ہے۔ اپنے محاورات میں بھی اگر ذرا غور کر کے دیکھا جاوے تو اس کی نظیریں بہت ملیں گی۔ مثلاً کسی قوم کو بہادر اور دلیر کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا ہر ہر فرد بہادر اور دلیر ہے اور کوئی شخص بھی اس قوم کا بزدل نہیں بلکہ سب سمجھتے ہیں کہ یہ حکم اس قوم کے اکثر افراد کے اعتبار سے ہے۔

مقدمۂ سابعہ : کسی شے پر کسی خاص اثر کے ترتب کا حکم لگانے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے اسباب بھی معلوم ہوں بلکہ مطلقاً حکم لگانے کیلئے مشاہدہ اور تجربہ بالکل کافی دلیل ہے۔ مثلاً مقناطیس پر یہ حکم لگانا کہ وہ لوہے کو کشش کرتا ہے۔ اس حکم کی صحت تکرار مشاہدہ و تجربہ سے بالکل قطعی اور یقینی ہے۔ اگرچہ کشش کرنے کی علت اور سبب اب تک یقینی طور پر کچھ معلوم نہیں ہوا بلکہ تجربہ اور مشاہدہ پر اس قدر وثوق کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ہمارے تجربہ کے خلاف دلیل قطعی سے ثابت کر دے تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے مقابل اس کی دلیل نہ مانی جاوے گی اور کہا جاوے گا کہ اس دلیل کی غلطی اگرچہ ہم کو معلوم نہیں ہوتی لیکن چونکہ مشاہدہ کے خلاف ہے اسلئے ضرور غلط ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص مقناطیس میں عدم الجذب دلیل سے ثابت کر دے تاہم بمقابلہ مشاہدہ کے وہ دلیل بالکل ناقابل اعتبار ہوگی اور مجیب کو ان دلیلوں کا جواب دینا ضرور نہ ہوگا بلکہ اس کو صرف اسی قدر کہہ دینا کافی ہوگا کہ چونکہ یہ دلیلیں مشاہدہ کے خلاف ہیں اس لئے غلط ہیں۔

مقدمہ ثامنہ : ہر شے قابل تحصیل دو قسم پر ہے۔ ایک مقصود لذاتہٖ، جس کو مطلق مقصود بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے مقصود لغیرہٖ، جس کا نام ضروری بھی رکھا جاسکتا ہے۔ مقصود لذاتہٖ کے یہ معنی کہ وہ شے خود مقصود ہے کسی دوسرے مقصود کو حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور ذریعہ نہیں ہے۔ مقصود لغیرہٖ اس کے برعکس ہے۔ یعنی خود مقصود نہیں بلکہ ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے اس کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ مقصود کا ذریعہ ہے بغیر اس کے مقصود تک پہنچنا دشوار ہے، سو مقصد لذاتہٖ کی تحصیل میں بس نہیں ہوتی اور مقصود لغیرہٖ (ضروری) میں جب قدر ضرورت حاصل ہو جائے گی، آگے روک دیا جائے گا۔ مثلاً غذا اور دوا کو لیجئے کہ غذا تو مقصود ہے اور دوا ضروری۔ پس غذا تو تمام عمر کا شغل ہے اور دوا چونکہ ضرورت مرض سے ہے اس لئے جب مرض نہ رہے گا دوا سے روک دیا جائے گا۔

مقدمہ تاسعہ : جس امر میں اہل الرائے اختلاف کریں حقیقت میں وہ اختلاف اس امر کے دلیل کے کسی مقدمہ میں ہوگا یہ نہیں ہوسکتا کہ دلیل تو طرفین کو مسلم ہو اور پھر نتیجہ اور مدعی میں مخالفت رہے، سو وہ مقدمہ جس میں فی الحقیقۃ اختلاف ہے اگر مقدمہ شخصیہ[1] ہے تو وہ اختلاف قابل اعتبار نہیں اور اگر مقدمہ کلیہ ہے تو البتہ وہ اختلاف قابل اعتبار ہوگا۔ مثلاً ایک شخص زید ایک آدمی کا نام رکھ کر کہتا ہے، زید آدمی ہے، اور جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے اسلئے زید لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے، دوسرا زید گدھے کا نام رکھ کر کہے، زید گدھا ہے، اور کوئی گدھا لکھ نہیں

[1] مقدمہ شخصیہ اس کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص شخص پر حکم کیا جاوے جیسے زید کھڑا ہے، یہ مقدمہ شخصیہ ہے کہ اس میں کھڑا ہونے کا حکم خاص زید ہی پر کیا گیا ہے۔ اور مقدمہ کلیہ اس کے برعکس جیسے سب آدمی لکھتے ہیں، کہ لکھنے کا حکم کسی آدمی پر نہیں کیا گیا بلکہ مطلقاً سب آدمیوں پر ہے۔ ۱۲

سکتا، اسلئے زید بھی لکھ نہیں سکتا۔ پس یہ اختلاف مقدمۂ شخصیہ میں ہے کہ زید آیا واقع میں کسی آدمی کا نام ہے یا گدھے کا، تو یہ اختلاف قابل اعتبار نہیں بلکہ ذرا سے غور کے بعد اختلاف اٹھایا جاسکتا ہے کہ اگر زید آدمی کا نام ہے تو پہلا قول صحیح ہے اور دوسرا یقیناً غلط اور اگر گدھے کا نام ہے تو دوسرا قول صحیح ہے اور اول غلط ہے ۔ہاں اگر کوئی اس مقدمۂ کلیہ میں اختلاف کرے کہ ''جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے'' اور کہے کہ ہر آدمی نہیں لکھ سکتا تو یہ اختلاف البتہ قابل اعتبار ہوگا۔ **فافهم حق الفهم.**

مقدمہ عاشرہ : جو حکم کسی عارض کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس حکم کا دارومدار اس عارض پر ہوتا ہے۔ پس اگر زمانہ کے اختلاف یا ملک کے تبدیل سے وہ عارض جاتا رہے تو وہ حکم بھی جاتا رہے گا۔

جب یہ مقدمات عشرہ ممہد ہوچکے اب بعونہ تعالیٰ مقصود کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ انگریزی اپنی ذات میں ایک زبان ہے اور باعتبار کورس متعارف کے چند فنون وعلوم کا نام ہے کسی زبان یا کسی فن علمی کا سیکھنا اپنی ذات میں ممنوع نہیں کہا جاتا لیکن مفاسد اور قبائح مل جانے سے ممنوع لغیرہ ہوسکتا ہے۔ (بحکم مقدمۂ اولیٰ) اور جب مفاسد اور قبائح مرتب ہونے لگیں باوجود اپنے اباحت اصلیہ کے قابل ممانعت ہوجائے گا۔ (بحکم مقدمۂ ثانیہ) اب ان آثار کو ملاحظہ فرمایئے جو اس وقت انگریزی تعلیم میں پیدا ہوتے ہیں نماز، روزہ میں کاہلی بلکہ اعراض، عقائد دینیہ میں ضعف بلکہ تشویش وانکار، تکبر، نمائش، تصنع وتقلید کفار، دوسروں کو حقیر سمجھنا، دینداروں کو نظر مذلت سے دیکھنا اور یہ سب دین

کی بربادی ہے کیونکہ امور مذکورہ اجزاء دین ہیں (بحکم مقدمہ ثالثہ) اور شب و روز دماغ میں ترقی مال اور حصول مناصب کی ہوسیں پکنا، ان کی تحصیل میں احکام شرعیہ کی ذرہ برابر بھی نظر میں وقعت نہ رہنا اور اس مقدمہ میں بے باکی آجانا اور یہی دنیا ہے جو اللہ اور رسول کے نزدیک مبغوض وملعون ہے (بحکم مقدمہ رابعہ)۔ گو اس وقت اس دنیائے ملعونہ کا نام ہوس ناکوں نے اولوالعزمی اور ترقی رکھا ہے مگر عنوان بدلنے سے معنون نہ بدلے گا نہ اس کا حکم بدلے گا (بحکم مقدمہ خامسہ) اور اگرچہ بعضے لوگوں میں یہ آثار نہیں پیدا ہوتے یا کم پیدا ہوتے ہیں مگر شاید فیصدی مشکل سے دس آدمی اس سے محفوظ ہوں تو ہوں۔ پس اس تخلف کو قابل اعتبار نہیں سمجھا جائے گا (بحکم مقدمہ سادسہ) اور ان آثار کی علت خواہ صحبت اہل الحاد کی ہو یا تعلیم دین کا اہتمام نہ ہونا قرار دیا جاوے خواہ خود بعض فنون کا خاصہ ہو جیسے سائنس وغیرہ یا مصنفین کے خیالات کا عکس ہو جو بذریعہ تصنیفات کے مخفی طور پر ناظرین کے قلب پر پڑتا ہے مگر جب مشاہدہ سے ترتب آثار کا ثابت ہے اس بات کی تعیین نہ ہونا باعث تردد فی الحکم نہیں ہوسکتا بلکہ اگر کوئی شخص دلائل سے ان آثار کا لازمی نہ ہونا بھی ثابت کردے تب بھی مشاہدہ کو مکذّب دلائل سمجھا جاوے گا (بحکم مقدمہ سابعہ) البتہ جو شخص دنیا کی ضرورت سے پڑھنا چاہے (بشرطیکہ وہ ضرورت شرعاً بھی ضرورت سمجھی جاوے اور اعلیٰ درجہ کے پاس اور ڈگریوں کا حاصل کرنا اور اس سے اعلیٰ درجے کے عہدوں کا حاصل کرنا جس میں سر تا سر شریعت کی مخالفتیں کرنا پڑتی ہیں حد ضرورت سے خارج ہے) یا کسی دینی ضرورت سے پڑھے مثلاً مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے

یا مخالفوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے (اور یہ تو عنقا ہے) تو بقدر رفع ضرورت اجازت ہوگی اور اس سے آگے بندش (بحکم مقدمہٴ ثامنہ)۔

اس تقریر سے صاحب انصاف کے نزدیک انگریزی تعلیم کے قبح میں ذرا بھی شک نہ رہا ہوگا۔ اگر کسی عالم مستند کا قول یا فتویٰ اس کے خلاف میں پایا جاوے تو حقیقت میں یہ اختلاف ایک مقدمہٴ شخصیہ میں ہے نہ مقدمہٴ کلیہ میں۔ یعنی اس مقام پر ہمارے دعوے کی دلیل میں دو مقدمے ہیں۔ اوّل یہ کہ انگریزی سے فلاں فلاں آثار قبیحہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ مقدمہٴ شخصیہ ہے۔ دوسرا مقدمہ یہ کہ جس چیز سے یہ آثار قبیحہ پیدا ہوں وہ قبیح ہے، یہ مقدمہٴ کلیہ ہے۔ سو مقدمہٴ اولیٰ کوئی مسئلہ شرعی نہیں بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہے جس میں اختلافِ مشاہدہ و تجربہ سے اختلاف رائے ہوسکتا ہے اور مشاہدہ و تجربہ سے ایک رائے کی غلطی کا معائنہ ہوسکتا ہے۔ ہاں دوسرا مقدمہ مسئلہ شرعی ہے سو اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ پس ایسا اختلاف ہمارے دعوے مذکورہ کو مضر نہیں ہوسکتا (بحکم مقدمہٴ تاسعہ)۔ البتہ اگر کسی خاص طریق سے ان آثار قبیحہ کا انسداد ہو جاوے اور اس تعلیم کی مضرت اکثریہ کا دفعیہ ہو جاوے تو اس وقت اس سے حکم قبیح کا اٹھ جاوے گا، گو حالت موجودہ سے اس کی امید بہت کم ہے، مگر قضیہ شرطیہ کے صدق میں کوئی کلام نہیں (بحکم مقدمہٴ عاشرہ) ھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب نسأل اللہ تعالیٰ حسن المآب ببرکۃ سید الرسل وھادی السبل وعلیٰ آلہ والاصحاب۔

کتبہ محمد اشرف علی تھانوی امدادی عفی عنہ

خلاصہ تحقیق تعلیم انگریزی

یہ تو تفصیل تمام تر دینی تعلیم سے متعلق اصلاح و تجدید کی تھی، جو تعلیم دین کے تمام اطراف و جوانب کو محیط ہے۔ دینی مدارس، ان کے اساتذہ و طلبہ، ان کے نصاب تعلیم و طرزِ تعلیم، علماء و عوام کا باہمی افادہ و استفادہ، وعظ و افتاء، عورتوں کا مسئلہ تعلیم، غرض تعلیم دین کے جس گوشہ میں جو خلل و فساد نظر آیا، اس پر تنبیہ اور اس کے انسداد کی تدبیر فرمائی گئی اور مجدد دین کو اصلاً و اصولاً تعلیم دین ہی کی تجدید سے سروکار تھا، جو گویا اصلاح کا ایجابی پہلو تھا۔

لیکن اس ایجاب کا ایک سلب بھی بہت تحقیق طلب تھا، پرہیز کے بغیر کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔ لادینی حکومت و سیاست کے غلبہ و تسلط کی بدولت ساری دنیا پر ایک ایسا نظامِ تعلیم مسلط ہو گیا ہے جو اپنی فطرت و ساخت، اپنے آثار و نتائج کے اعتبار سے بالکلیہ دنیا پرستی کا معلم اور دین کی بالکلیہ ضد اور نفی واقع ہوا ہے، یہ وہ جدید یا ہمارے ملک میں انگریزی تعلیم ہے، جو دین کے لحاظ سے گویا مکھیوں کا پکا ہوا سالن ہے، یا طاعونی جراثیم میں لپٹا ہوا چوہا۔ جس کو جلا دینے یا جس سے بھاگ کھڑے ہونے ہی میں جان کی سلامتی ہے، اسی طرح ایمان کی سلامتی بھی جس کو ایمان عزیز ہو اس جدید یا انگریزی تعلیم سے بعد و فرار ہی میں ہے۔ یہی خلاصہ ہے اس مختصر و محققانہ مضمون کا جو حضرت جامع المجدد دین علیہ الرحمہ نے تحقیق تعلیم انگریزی کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے، اور جو محض معناً ہی محققانہ نہیں، صورۃً بھی چند مسلم و بدیہی مقدمات پیش فرما کر ان کے منطقی نتائج کو واضح فرما دیا گیا

ہے۔اس طرح کہ پہلے دس مقدمات پھر ایک ایک مقدمہ کے حوالہ سے ان کے لازمی نتائج بیان فرمائے گئے ہیں۔

لیکن چونکہ آج کل کے خطابت پسند دماغ اتنی منطق کے متحمل نہیں رہے ہیں، اس لئے ذیل میں خفیف لفظی ردوبدل کے ساتھ اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ خصوصاً نتائج کو سب مقدمات کے بعد نہیں بلکہ ساتھ ساتھ پیش کردیا گیا ہے تاکہ ذہن کو ہر نتیجہ کی گرفت اور مقدمہ سے اسکے ربط میں دشواری نہ ہو۔

پہلا مقدمہ: کسی شے کا قبیح ہونا یا تو ذاتی ہوتا ہے، یا عارضی، جیسے زنا و سرقہ کہ قباحت ان کی ذات ہی میں داخل ہے، کسی عارضی چیز کی وجہ سے نہیں آئی۔اس لئے یہ کبھی کسی حالت میں جائز و مباح نہیں ہوسکتے، اور عارضی چیز کی مثال جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ہے، کہ یہاں نفس بیع میں کوئی خرابی نہیں، بلکہ ایک عارضی سبب یعنی فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کے حکم کی وجہ سے جمعہ کی اذان کے بعد بیع ناجائز و ممنوع ہوگی۔

تو اب ظاہر ہے کہ انگریزی اپنی ذات میں محض ایک زبان ہے، اور اس کی تعلیم متعارف نصاب کے اعتبار سے چند علوم و فنون کا نام ہے اور کسی زبان یا علم وفن کا سیکھنا اپنی ذات میں ممنوع نہیں ہوسکتا۔

دوسرا مقدمہ: البتہ جو چیز کسی عارضی و خارجی سبب سے مفاسد کا ذریعہ بن جائے تو بذات خود مباح ہونے کے باوجود ان مفاسد کی وجہ سے عارضی طور پر حرام ہوجاسکتی ہے۔ جیسے ہتھیار فروخت کرنا یہ ذات خود جائز

ہے، لیکن دشمن یا غداروں کے ہاتھ بوجہ غدرو دشمنی وفساد کے حرام ہے۔

لہٰذا اگر انگریزی تعلیم پر بھی مفاسد مرتب ہوتے ہوں تو فی نفسہ جائز ومباح ہونے کے باوجود ان مفاسد کی وجہ سے حرام وممنوع قرار پائے گی۔

تیسرا مقدمہ: دین، نماز، روزہ، حج وزکوۃ وغیرہ صرف چند ظاہری اعمال ہی کا نام نہیں، بلکہ سب سے بڑھ کر عقائد کا جزو ہے، جس پر نجات کا مدار ہے، اور ایک جزو صبر وشکر، اخلاص وتواضع وغیرہ اخلاق حمیدہ کا ہے، وہ بھی محققین کے نزدیک نماز وروزہ ہی کی طرح فرض ہے۔ اگر کوئی صرف چند اعمال ظاہری کو پورا کرلے، نہ عقاید ٹھیک ہوں نہ اخلاق، تو اس کو پورا مسلمان ظاہر ہے کہ نہ کہا جائے گا۔

اب انگریزی تعلیم کے جو آثار دن رات مشاہد ہیں، وہ ملاحظہ ہوں کہ نماز روزہ میں کاہلی بلکہ اعراض، عقاید میں ضعف بلکہ تشویش وانکار، اخلاق میں تکبر ونمایش وتصنع اور کافروں کی تقلید بلکہ دین داروں کو ذلت وحقارت کی نظر سے دیکھنا۔

چوتھا مقدمہ: جس دنیا کی قرآن وحدیث میں ممانعت ہے، اس کا خلاصہ دو چیزیں ہیں، حبِ مال اور حبِ جاہ یعنی مال وجاہ کا ایسا محبوب ہونا کہ ان کے مقابلہ میں دین کے ضایع ہونے کا صدمہ نہ ہو، یعنی جس چیز سے مال وجاہ کی ترقی لیکن دین کا تنزل ہوتا ہو تو مال وجاہ کو ترجیح دینا اور دین کی پروانہ کرنا، قرآن وحدیث پر جن کی نظر ہے، ان کے نزدیک یہ مقدمہ اجلیٰ بدیہیات میں ہے۔

انگریزی تعلیم یافتہ دماغ کا کام دن رات مالی ترقی اور جاہ ومال ومنصب

کے حصول کی ہوس پکانا، ان کی تحصیل کے پیچھے شرعی احکام کی ذرہ برابر بھی نظر میں وقعت نہ رہنا ہے، یہی وہ دنیا ہے جو اللہ ورسول کے نزدیک مبغوض وملعون ہے۔

پانچواں مقدمہ: شریعت کے احکام کا دارومدار حقیقت پر ہے، نہ کہ نام پر، پس اگر شراب کو شربت اور زنا کو نکاح کا نام دے دیا جائے تو اس سے ان کا حکم نہ بدل جائے گا، دونوں بدستور حرام ہی رہیں گی۔

تو گو اس وقت ہوس ناکوں نے اسی ملعون ومبغوض دنیا کا نام اولوالعزمی وترقی رکھ لیا ہے، لیکن نام یا عنوان بدل جانے سے حقیقت یا معنیٰ تو نہیں بدل جاتے۔

چھٹا مقدمہ۔ کسی شے پر جو حکم لگایا جاتا ہے، وہ غلبہ واکثریت کی بنا پر لگایا جاتا ہے۔ ایک آدھ کا استثناء، اس حکم کو غلط نہ ٹھہرائے گا۔ مثلاً سنکھیا کی ایک خاص مقدار عام طور سے مہلک ہوتی ہے لیکن اگر اتفاق سے کوئی شخص ہلاک نہ ہو تو اس سے سنکھیا کے مہلک یا زہر قاتل ہونے کے حکم میں فرق نہ آئے گا۔

اسی طرح اگر بعض لوگوں میں انگریزی تعلیم کے مذکورۂ بالا آثار نہیں پیدا ہوتے ہیں، تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

ساتواں مقدمہ: کسی چیز پر خاص اثر کے مرتب ہونے کا اگر حکم لگایا جائے تو اس کے اسباب کا معلوم ہونا ضروری نہیں، مشاہدہ وتجربہ بالکل کافی ہے۔ مقناطیس کی کشش کی علت وسبب نہ بھی معلوم ہو تو بھی اس کے اثر کا حکم لگانے کے لئے کشش کا مشاہدہ وتجربہ کافی ہے۔

لہٰذا صحت حکم کے لئے اس سے بحث ضروری نہیں کہ انگریزی تعلیم کے

اثرات ملاحدہ کی صحبت، مصنّفین کے خیالات، سائنس وغیرہ کسی خاص فن کی تعلیم، یا تعلیم دین کے عدم اہتمام وغیرہ کس سبب سے پیدا ہوتے ہیں، جب تک یہ آثار پیدا ہوتے رہیں گے، عدم جواز کا حکم بدستور قائم رہے گا۔

آٹھواں مقدمہ: جس شے کو حاصل کیا جاتا ہے وہ یا تو خود مقصود ہوتی ہے، یا مقصود کا ذریعہ ہوتی ہے، ذریعہ تو بقدر ضرورت ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً غذا خود مقصود ہے تو وہ ہمیشہ حاصل کرنے کی چیز ہے بخلاف اس کے دوا تو وہ دفعِ مرض کا ذریعہ ہے، جب مرض نہ رہے گا دوا سے روک دیا جائے گا۔

اسلئے جو شخص دنیا کی ایسی ضرورت سے انگریزی پڑھنا چاہے جو شریعت کی نگاہ میں بھی ضرورت ہو (اور بڑے بڑے عہدوں کیلئے بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرنا جس میں شریعت کی طرح طرح کی مخالفت کرنا پڑتی ہے وہ حدِ ضرورت سے خارج ہے) یا کسی دینی ضرروت سے پڑھے، مثلاً مخالفوں کو اسلام کی دعوت دینے یا ان کے اعتراضوں کو رفع کرنے کیلئے تو اس کیلئے بقدر ضرورت اجازت ہوگی۔

نواں مقدمہ: جس امر میں اہل رائے کا اختلاف ہو تو وہ دراصل دلیل کے کسی مقدمہ میں ہوگا۔ یہ نہیں ہوسکتا، کہ دلیل تو مسلّم ہو اور پھر نتیجہ میں مخالفت رہے، مثلاً زید آدمی ہے، اور جو آدمی ہو وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے، اس لئے زید لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے، اب اگر کوئی شخص زید کسی گدھے کا نام رکھ دے اور کہے کہ زید چونکہ گدھا ہے اور گدھا لکھ نہیں سکتا، اس لئے زید لکھ نہیں سکتا۔ تو یہ

اختلاف نتیجہ میں نہیں سکتا۔ تو یہ اختلاف نتیجہ میں نہیں، مقدمہ یا دلیل میں ہے جو ذرا سے غور کے بعد اٹھ جاسکتا ہے، کہ اگر زید آدمی کا نام ہے تو پہلا نتیجہ صحیح اور دوسرا غلط ہے، اور اگر زید گدھے کا نام ہے تو دوسرا صحیح اور پہلا غلط ہے۔

لہٰذا اگر کسی مستند عالم کا قول یا فتویٰ انگریزی تعلیم کے نتیجہ یا جواز کے خلاف پایا جائے تو حقیقت میں یہ اختلاف کسی مقدمہ میں ہوگا، نہ کہ نتیجہ میں سو یہاں دو مقدمے ہیں، ایک یہ کہ انگریزی کی مروجہ تعلیم سے فلاں فلاں خرابی یا بے دینی کے اثرات پیدا ہوتے ہیں، دوسرا یہ کہ جس تعلیم سے ایسے خراب اثرات پیدا ہوں وہ قبیح یا ناجائز ہے۔ سو پہلا مقدمہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں، بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہے، اور اسی کی تحقیق سے ایک رائے کی صحت اور دوسری کی غلطی کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔

لیکن دوسرا مقدمہ شرعی مسئلہ اور کلی ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف کوئی مستند عالم یہ بھی تسلیم کرے کہ انگریزی تعلیم سے الحاد و بے دینی پیدا ہوتی ہے اور پھر بھی اس کے جواز کا فتویٰ دے۔

آخری **دسواں مقدمہ** یہ ہے کہ جو حکم یا فتویٰ کسی عارضی سبب سے ہوتا ہے، وہ قدرۃً اس عارض کے بدل جانے سے بدل جاتا ہے، اس لئے اگر کسی طرح انگریزی تعلیم کے ان خراب اور مخالف دین آثار کا انسداد ہو جائے جن کی اوپر تفصیل گذری، اور اس تعلیم کی عام و اکثری مضرت کا دفعیہ ہو جائے تو اس کے قبح یا عدم جواز کا حکم بھی اٹھ جائے گا، گو موجودہ حالت میں اس کی امید بہت کم ہے۔ کم کیا بس منطقی امکان سے زیادہ نہیں۔

راقم ہذا چوتھائی صدی سے زیادہ انگریزی کی نئی تعلیم گاہوں، کالج اور یونیورسٹیوں ہی میں خدمت کرتا رہا خصوصاً عثمانیہ یونی ورسٹی (حیدر آباد) میں اس تعلیم کے دینی مضرتوں کی انسداد کا دنیا بھر سے زیادہ ظاہری سامان فراہم، اسکول ہی سے دینیات کی تعلیم لازم، جس کا سلسلہ برابر بی اے تک قائم، باقاعدہ امتحانات جس میں کامیابی کے بغیر سند نہیں مل سکتی، پھر اسکول سے لے کر کالج اور میٹری کولیشن سے لے کر ایم اے تک پی ایچ ڈی تک علوم جدیدہ کے پہلو بہ پہلو تفسیر وحدیث وغیرہ علوم دینیہ کا مستقل انتظام، اور پورا شعبہ موجود۔ اساتذہ کی تنخواہیں بھی بیش قرار اور قریب قریب وہی جو مغربی علوم وفنون کے اساتذہ کی، طلبہ کے لئے حکومت کے محکموں اور نوکریوں میں بھی وہی حقوق جو مغربیات کے طلبہ کے وظایف کا دروازہ بھی یورپ تک کے لئے دینیات والوں کے حق میں بھی کھلا ہوا شعبۂ دینیات کے اساتذہ بھی خصوصاً دورِ اول کے ماشاء اللہ ایسے کہ اپنے لایق سے لایق مغربی تعلیم کے ہم چشموں یا اپنے شاگردوں کے سامنے کسی طرح شرمندہ نہیں۔ تعطیل اتوار کی نہیں جمعہ کی، رمضان شریف میں روزہ داروں کی رعایت میں اوقات صبح کے، بلکہ گرمیوں کے رمضان میں سرے سے تعطیل، پھر حکمراں کے متعلق سب کو معلوم کہ دینی علوم وروایات کے برقرار رکھنے پر مصر۔

الٹا اثر

غرض مغربی علوم اور مغربیت کے دینی اثرات کے مقابلہ میں علومِ دین کے لزوم واہتمام اور اہل دین کی وقعت وعظمت وغیرہ کے بہت کچھ ظاہری اسباب

مہیا ہونے پر بھی غلبہ طلبہ واساتذہ سب پر مغربیت اور لادینی اثرات ہی کا، وہ بھی مغربی علوم وفنون ہی کی حد تک نہیں۔ شعبۂ دینیات کے تفسیر وحدیث وفقہ وکلام، خالص دینی علوم وفنون کے پڑھنے والے جن کیلئے انگریزی محض زبان کی حد تک لازم، ان تک کے عادات واطوار، افکار وخیالات، صورت وسیرت، ظاہر وباطن سب پر رنگ اپنے مغربی رفقاء ہی کا غالب ہے۔ (الا ماشاء اللہ) طلبہ تو طلبہ اساتذہ میں بھی چند قدیم دینی درسگاہوں کی صورتیں رہ گئی ہیں، جن کے رخصت ہونے پر دینی علوم کے اساتذہ کو صورۃً بھی لادینی علوم کے اساتذہ سے الگ کرنا دشوار ہوگا۔ رہا استثناء سو وہ استثناء ہی ہے، اور اب تو لادینی یا سکولر حکومت شعبۂ دینیات کے نام کی ہی روادار نہیں۔

(تجدید تعلیم وتبلیغ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۵، مصنفہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی رحمہ اللہ سابق استاذ فلسفہ ودینیات عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، خلیفہ ومجاز حضرت اقدس مولانا تھانویؒ)



انگریزی تعلیم کے اثرات

شاعر اسلام صاحب اخلاص وحمیت حضرت سید عبدالرب صاحب صوفی علیہ الرحمۃ

اب نہ تھم اے اشک غم اے چشم نم جی بھر کے رو
قوم کی پونجی لٹے جب اشک جاری کیوں نہو

کالجوں میں جا کے اف مومن کی پونجی لٹ گئی
رنج سے اور شرم سے رو اور اس کے غم سے رو

جا کے کالج میں میاں جو تھے وہ مسٹر ہو گئے
غیر کی صورت بنے خود اپنی دی لٹیا ڈبو

کٹ گئی داڑھی اگی البرٹ لٹکے پائینچے
جا کے کالج ہائے رکھ دی دین کی پونجی گرو

فیشن انگریزی بھی ہے انگریز کے دشمن بھی ہیں
دشمن انگریز آخر کوئی ایسا بھی تو ہو

ذہنیت یہ ہے کہ اس کی وضع آئی ہے پسند
اور ہٹ دھرمی سے کہتے ہیں عدو انگریز کو

پائجامہ بن گیا نیکر اوٹنگا آپ کا
آپ نے پنشن عطا کردی ازارشرع کو

آپ کی اچکن تو کالج جا کے چسٹر بن گئی
ہائے جا کر اب کہاں دیکھیں مسلماں شکل کو

جاکے تھیٹر دیکھتے ہو اف انھیں آنکھوں سے تم
جن سے پڑھتے تھے کبھی تم خود کلام اللہ کو

ہائے تم بھیجے گئے اسکول وکالج کس لئے؟
تھیں بہت کچھ تم سے امیدیں بھی مسلم قوم کو

اس لئے تحصیل انگریزی کی حاجت تھی کہ تم
دین کی تبلیغ جاکر مسٹروں میں کر سکو

ہائے وہ بدبخت ساعت جبکہ تم کالج گئے
نفع کیسا؟ گانٹھ کی پونجی بھی دی تم نے ڈبو

ہم یہ سمجھے تھے کہ تم سے غیر بھی سیکھیں گے دیں
تم تو اپنا دین بھی کالج میں جاکر آئے کھو

خود مسلماں ہو کے غیروں کی غلامی تم نے کی
کس قدر کمزور ہو سوچو ذرا اے دوستو

کرکے ہمت مردہ بالوں کو کٹا دو دین پر
وقت پر شہ رگ کٹانے کے لئے تیار ہو

دیکھ کر صورت تمہاری لوگ سمجھیں امتی
سنت پاک نبی روشن تمہارے رخ پہ ہو

فرط دل سوزی سے ہے یہ نظم صوفی نے لکھی
ظاہر وباطن سے بن جاؤ مسلماں دوستو



فوج محمدؐ کے سپاہیوں سے

محمد کے غلاموں گو تمہارا حق ہے سرداری
مگر افسوس تم نے منتخب کی ذلت وخواری

خدا نے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا وعدہ کیا تم سے
مگر تم نے نہ کی کچھ شرط وعدہ کی طرحداری

محمد ہیں سپہ سالار تم ان کے سپاہی ہو
مگر وردی پہن رکھی ہے تم نے غیر سرکاری

گرو نانک کے چیلے ان کا کہنا مان لیتے ہیں
کڑے کرپان کنگھی کیس سکھ رکھتے ہیں اور داڑھی

ازار شرع کے بدلے تمہیں نیکر پسند آیا
تم عریانی پہ مرتے ہو خدا کرتا ہے ستاری

مسلمانوں کے سر ہیں اور ان پر بال انگریزی
الٰہی کس قدر بے غیرتی اب ہوگئی طاری

جبیں سائی کروگے خاک تم اللہ کے آگے
یہ سر پر ہیٹ ہے یا حکم منع سجدہ ہے جاری

صفائی تم نے کردی ہائے کیوں ریش مقدس کی
رسول پاک کی سنت سے کیوں اس درجہ بیزاری

مجھے صوفی مسلمانوں کی حالت خوں رلاتی ہے
کروں کیا؟ کس کا دل توڑوں؟ کروں کس کی دلآزاری؟



لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق ایک فتویٰ

سوال:...... لڑکیوں کو اسکول میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔ اگرچہ پڑھانے والی عورت ہی ہو، یہ مسئلہ ناجائز کر کے کسی کتاب میں مجھے ملا تھا، مگر اس وقت وہ جگہ میں بھول گیا ہوں، لہٰذا کتاب کا نام وصفحہ بھی لکھ دیجئے۔

الجواب:...... لڑکیوں کو اسکول میں پڑھانا چند وجوہ سے ناجائز ہے۔

(۱)...... عموماً اسکولوں میں دینیات کی تعلیم نہیں ہوتی، بلکہ بعض کتابیں ایسی پڑھائی جاتی ہیں جن سے لڑکیوں میں دین سے آزادی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲)...... پڑھانے والی عورت دیندار نہیں ہوتی، اور استاد کا اثر شاگرد پر ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے صحبت بد سے لڑکیاں خراب ہو جاتی ہیں، اور شریعت میں صحبت بد سے بچنے کی سخت تاکید ہے۔

(۳)...... اس صورت میں پردہ کی احتیاط نہیں ہو سکتی، جیسا کہ مشاہدہ ہے، اور اس بے احتیاطی سے بعض دفعہ ناگوار صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(امداد الاحکام: ج اوّل، کتاب العلم صفحہ ۲۱۵)

۲ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

اپنی فکر بدلئے

ہمیں یہ فکر تو ہوتی ہے کہ

ہمارے مرنے کے بعد اولاد کا مستقبل کیا ہوگا؟

لیکن یہ فکر کیوں نہیں ہوتی کہ

خود اولاد کے مرنے کے بعد اس کا حشر کیا ہوگا؟

اسکولوں کا مروجہ نصاب تعلیم دین کیلئے زہر ہے

ملی مکاتب و مدارس کے ذریعہ بچوں کے ایمان کی حفاظت کیجئے۔

[illegible]

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه واتباعه واحبائه
واصدقائه واهل بيته اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

عطاء الرحمٰن عفا اللہ عنہ
استاذ دار العلوم جامع مسجد میرٹھ شہر
۲۱/جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ
9997-178-786